www.KitaboSunnat.com

PDF Split DEMO : Purchase from www.A-PDF.com to remove the waterm

گاؤں کے گرد حصار کھینچ لینا، پتھروں سے احاطہ کرنا، کوٹ یا حویلی سے احاطہ کرنا۔ یہ سب کچھ حجر کے مفہوم میں شامل ہے، ارشادِ باری ہے:

يَوْمَ يَرَوْنَ الْمَلٰٓئِكَةَ لَا بُشْرٰى يَوْمَئِذٍ لِّلْمُجْرِمِيْنَ وَيَقُوْلُوْنَ حِجْرًا مَّحْجُوْرًا۔ (۲۵/۲۲)

(۱) جس دن وہ گنہگار فرشتوں کو دیکھیں گے اس دن گنہگاروں کے لیے کوئی خوشی کی بات نہیں ہوگی اور کہیں گے (خدا کرے) تم روک لیے اور بند کر دیے جاؤ۔ (جالندھری)

(۲) روک دی جاوے کوئی آڑ۔ (عثمانیؒ)

حِجْرًا مَّحْجُوْرًا کا لفظ اہلِ عرب کسی دشمن یا آفت کے نازل ہونے کے وقت محاورتاً استعمال کرتے تھے جیسے ہم کہتے ہیں "اس سے خدا کی پناہ" تو سننے والا اس کو عموماً کوئی تکلیف نہ پہنچاتا۔

پھر حجر کا لفظ ایسی عقل کے لیے بھی استعمال ہوتا ہے جو غلط اور باطل نظریات اور بیہودہ باتوں کو قبول کرنے سے انکار کر دے۔ گویا ایسی محتاط عقل کو بھی جو اپنا بچاؤ سوچ لے حجر کہتے ہیں ارشادِ باری ہے:

هَلْ فِيْ ذٰلِكَ قَسَمٌ لِّذِيْ حِجْرٍ (۸۹/۵) بیشک یہ چیزیں عقلمندوں کے نزدیک قسم کھانے کے لائق ہیں

پھر حجر کا لفظ ممنوع، ناجائز اور حرام چیز کے لیے بھی استعمال ہوتا ہے۔

وَقَالُوْا هٰذِهٖٓ اَنْعَامٌ وَّحَرْثٌ حِجْرٌ لَّا يَطْعَمُهَآ اِلَّا مَنْ نَّشَآءُ بِزَعْمِهِمْ (۶/۱۳۹) اور وہ اپنے خیال سے یہ بھی کہتے ہیں کہ یہ جانور اور کھیتی منع ہے اسے اس شخص کے سوا جسے ہم چاہتے ہیں کوئی نہ کھائے۔

۳۔ حجز دو چیزوں کے درمیان ایک تیسری چیز جو دونوں کے درمیان حائل ہو جائے (الحول بین الشیئین۔م ل) اور حاجز بمعنی اوٹ۔ پردہ۔ ارشادِ باری ہے:

وَجَعَلَ بَيْنَ الْبَحْرَيْنِ حَاجِزًا (۲۷/۶۱) اور دو دریاؤں کے درمیان اوٹ (کس نے) بنائی؟

پھر حاجز کا لفظ درمیان میں حائل ہو کر کسی ایک چیز کو روک لینے یا دوسری کو بچا لینے کے معنی میں بھی آتا ہے

فَمَا مِنْكُمْ مِّنْ اَحَدٍ عَنْهُ حٰجِزِيْنَ (۶۹/۴۷)

(۱) پھر تم میں سے کوئی (ہمیں) اس سے روکنے والا نہ ہوتا (جالندھری)

(۲) پھر تم میں سے کوئی ایسا نہیں جو اس سے بچالے (عثمانیؒ)

۴۔ حَدّ: ہر چیز کی انتہا اور آخری کنارا جو اسے دوسری چیزوں سے الگ کر دے (م ل) گویا اس کے بنیادی معنی میں (۱) روک (۲) کنارا کا مفہوم پایا جاتا ہے۔ گویا حَدّ کوئی تیسری چیز نہیں ہوتی وہ ایک ہی چیز کا آخری کنارا ہے جو اُسے دوسری چیزوں سے ملنے نہیں دیتا (مف) ہمارے ہاں حدود اربعہ کا لفظ عام مستعمل ہے جو اس مفہوم کی وضاحت کرتا ہے۔ ارشادِ باری ہے:

وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَيَتَعَدَّ حُدُوْدَهٗ يُدْخِلْهُ نَارًا خَالِدًا فِيْهَا۔ (۴/۱۴) اور جو کوئی خدا اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے اور اس کی حدوں (آخری انتہا) سے آگے نکل جائے تو خدا اُسے دوزخ میں ڈالے گا جہاں وہ ہمیشہ رہے گا۔

ماحصل: (۱) بَرْزَخ: دو چیزوں کے درمیان ایک تیسری چیز جس میں دونوں کم و بیش یا برابر برابر خواص پائے جائیں اور روک کا کام دے (۲) حِجْر: ایسی روک جو کسی چیز کو دوسری چیزوں سے محفوظ رکھے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فَمَثَلُهٗ كَمَثَلِ صَفْوَانٍ عَلَيْهِ تُرَابٌ — اس کی مثال اس چٹان کی سی ہے جس پر تھوڑی سی مٹی
فَاَصَابَهٗ وَابِلٌ فَتَرَكَهٗ صَلْدًا (۲۶۴/۲) — پڑی ہو اور اس پر زور کا مینہ برس کر اسے صاف کر ڈالے۔

ماحصل: (۱) مَطَر- ہر طرح کی بارش کے لیے اسم جنس ہے۔
(۲) مآء- بمعنی پانی مجازاً استعمال ہوتا ہے۔
(۳) طَلّ- شبنم- یا پھوہار
(۴) وَدْق- دھیمی اور لگاتار بارش۔
(۵) غَيْث- مناسب وقت پر حسب ضرورت بارش۔
(۶) مِدْرَار- پانی کی فراوانی پر دلالت کرتی ہے۔
(۷) غَدَق- ایسی بارش جس میں پانی وافر ہو اور وہ سود مند بھی ہو یعنی سبزہ اگانے کا باعث بنے۔
(۸) صَيِّب- زوردار بڑے بڑے قطروں والی بارش- پھانڈا- بوچھاڑ۔
(۹) وَابِل- ایسی شدید بارش جو خس و خاشاک بہالے جائے۔

۹ — باز آنا

کے لیے دو الفاظ آتے ہیں- اِنْتَهٰى (نہی) اور اِنْفَكَّ (فک)

۱- اِنْتَهٰى: اَلنَّهْى کے معنی روکنا اور انتہی باز آجانا یا رکنا کے معنی میں آتا ہے اور اَلنِّهَاءُ وَالنِّهَايَةُ کسی چیز کی غایت اور آخری حد کو کہتے ہیں (منجد) ارشاد باری ہے:

فَقَاتِلُوْٓا اَئِمَّةَ الْكُفْرِ اِنَّهُمْ لَآ اَيْمَانَ لَهُمْ لَعَلَّهُمْ يَنْتَهُوْنَ (۱۲/۹) — تو ان کفر کے پیشواؤں سے جنگ کرو کیونکہ یہ بے ایمان لوگ ہیں اور ان کی قسموں کا کچھ اعتبار نہیں- عجب نہیں کہ (اپنی حرکات سے) باز آجائیں۔

۲- اِنْفَكَّ: فَكَّ کے معنی کسی بندھن سے آزاد کرانا ہیں۔ فَكَّ الْاَسِيْرَ بمعنی قیدی کو چھڑانا- فَكَّ الرَّهْنَ- گروی چیز کو واگزار کرانا ہے- اور فَكُّ رَقَبَةٍ غلام کو چھڑانا- اور انفکاك کے معنی خود جدا ہونا، کھلنا- اِنْفِكَاكُ الْعَبْدِ کے معنی غلام کا آزاد ہونا ہے- نیز اِنْفَكَّ الْعَظْمُ کے معنی کمزوری کی وجہ سے شانہ کے اپنی جگہ سے ہٹ جانے کے ہیں (منجد-مف) جس کا مطلب یہ ہے کہ انفکاك میں باز رہنا اضطراری طور ہوتا ہے- یعنی جس جگہ چمٹے ہوئے تھے اس جگہ سے اضطراراً الگ اور پرے ہونا- ارشاد باری ہے:

لَمْ يَكُنِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ وَالْمُشْرِكِيْنَ مُنْفَكِّيْنَ حَتّٰى تَاْتِيَهُمُ الْبَيِّنَةُ۔ (۱/۹۸) — جو لوگ کافر ہیں یعنی اہل کتاب اور مشرک وہ (کفر سے) باز رہنے والے نہ تھے- جب تک کہ ان کے پاس کھلی دلیل نہ آتی۔

اور یہ کھلی دلیل حضور اکرمؐ کی بعثت اور غلبہ اسلام تھا جس نے انھیں کفر و شرک سے باز رہنے پر مجبور کر دیا۔

ماحصل: (۱) انتہی میں باز رہنے کا عمل بہت حد تک اختیاری ہوتا ہے جبکہ اِنْفَكَّ میں یہ عمل اضطراری صورت میں ہوتا ہے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کا لفظ خوشوں کے غلاف کے لیے آتا ہے۔ اور اس کی جمع اَکْمَام ہے (مف) ارشاد باری ہے:

فِيْهَا فَاكِهَةٌ وَّالنَّخْلُ ذَاتُ الْاَكْمَامِ (۵۵/۱۱) — اس میں میوے اور کھجور کے درخت ہیں جن کے خوشوں پر غلاف ہوتے ہیں۔

۵۔ اَكِنَّةً: كَنَّ الشَّيءَ بمعنی کسی چیز کو محفوظ مقام میں چھپانا اور دھوپ سے بچانا۔ اور كَنَّ فِيْ نَفْسِهٖ کے معنی کسی بات کو دل میں چھپانا (منجد) اور كِنّ اس جگہ کو کہتے ہیں، جہاں حفاظت یا پناہ حاصل کی جائے اور اس کی جمع اَكْنَان اور اَكِنَّة آتی ہے۔ گویا یہ لفظ ظاہری اور معنوی دونوں صورتوں میں استعمال ہوتا ہے۔ مثلاً:

(۱) ظاہری طور پر:

وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمْ مِّمَّا خَلَقَ ظِلٰلًا وَّجَعَلَ لَكُمْ مِّنَ الْجِبَالِ اَكْنَانًا (۱۶/۸۱) — اور خدا نے تمہارے لیے اپنی پیدا کی ہوئی چیزوں کے سائے بنائے اور پہاڑوں میں غاریں بنائیں۔

(۲) معنوی استعمال:

وَقَالُوْا قُلُوْبُنَا فِيْٓ اَكِنَّةٍ مِّمَّا تَدْعُوْنَآ اِلَيْهِ (۴۱/۵) — اور کہنے لگے جس چیز کی طرف تم ہمیں بلاتے ہو اس سے ہمارے دل پردوں میں ہیں۔

۶۔ سِتْرًا: سَتَرَ بمعنی چھپانا اور پردہ کرنا ہے۔ اور سِتْر ڈھال کو بھی کہتے ہیں (منجد) نیز اس چیز کو بھی جو چھپائے یا پردہ کا کام دے (مف) اور سُتْرَة اس روک کو کہتے ہیں جو نمازی نماز پڑھتے وقت اپنے آگے رکھ لیتا ہے۔ اور سُتْرَةُ السَّطْح چھت پر پردہ کی دیوار کو کہتے ہیں (منجد) گویا ستر میں کوئی چیز مکمل طور پر نظروں سے اوجھل نہیں ہوتی۔ اور ستر کا تعلق کسی دوسری چیز سے ہونا ضروری نہیں جبکہ حجاب کا تعلق کسی دوسری چیز سے ہوتا ہے (فق ۲۳۸)

ارشادِ باری ہے:

وَجَدَهَا تَطْلُعُ عَلٰى قَوْمٍ لَّمْ نَجْعَلْ لَّهُمْ مِّنْ دُوْنِهَا سِتْرًا (۱۸/۹۰) — ذوالقرنین کو یوں معلوم ہوا کہ سورج ایسے لوگوں پر طلوع کرتا ہے جن کے لیے ہم نے سورج کے اس طرف کوئی اوٹ نہیں بنائی تھی۔

۷۔ حجاب: حجب کے معنی کسی چیز تک پہنچنے سے روکنا اور درمیان میں حائل ہو جانا ہے۔ اور حاجب دربان کو کہتے ہیں (مف، فق۔ ل ۲۳۸) اور تَحَجَّبَ کے معنی پردہ میں کر دینا (م۔ ل) وہ اس طرح کہ دو چیزوں کے درمیان یوں پردہ کر دینا کہ ایک چیز دوسری کو نہ دیکھ سکے نہ دوسری تک پہنچ سکے۔ عورتوں سے متعلق پردہ کے احکام کو آیۂ حجاب کہا جاتا ہے۔ اور حجاب کا مطلب یہ ہے کہ چادر یا کوئی دوسرا کپڑا نگاہوں سے اتنا نیچے ہو جانا چاہیے کہ عورت راستہ تو دیکھ سکے، لیکن کسی راہ چلتے کو نہ دیکھ سکے اور نہ کوئی مرد عورت کے چہرہ یا جسم وغیرہ کو دیکھ سکے۔ اسی طرح ہر ایسی آڑ یا روک جو یہ مقصد پورا کر دے وہ حجاب ہے۔ بالفاظِ دیگر حجاب دو چیزوں

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ث

۱۔ ثابت ہونا

کے لیے حَقَّ اور حَصْحَصَ کے الفاظ آئے ہیں۔

۱۔ حَقَّ : بمعنی ثابت ہونا۔ واجب ہونا منجد اور اس کی ضد بَطَلَ ہے۔ (م۔ل) اور حَقٌّ بمعنی ثابت شدہ بات۔ سچائی۔ راستی (ضد باطل) ارشادِ باری ہے:

فَفَسَقُوا فِيهَا فَحَقَّ عَلَيْهَا الْقَوْلُ فَدَمَّرْنٰهَا تَدْمِيرًا (۱۷/۱۶) — تو وُہ نافرمانیاں کرتے رہے۔ پھر اس (بستی) پر (عذاب کا) حکم ثابت ہو گیا اور ہم نے اسے ہلاک کر ڈالا۔

۲۔ حَصْحَصَ : حق بات جو کسی دباؤ کے تحت چھپی رہے۔ پھر دباؤ اٹھنے پر اس کا واضح طور پر سامنے آ جانا (مف) حق کا پوشیدگی کے بعد ظاہر ہونا (منجد) قرآن میں ہے:

قَالَتِ امْرَاَتُ الْعَزِيْزِ الْئٰنَ حَصْحَصَ الْحَقُّ اَنَا رَاوَدْتُّهٗ عَنْ نَّفْسِهٖ (۱۲/۵۱) — عزیز کی عورت نے کہا اب سچی بات تو ظاہر ہو ہی گئی ہے (اصل یہ ہے کہ) میں نے ہی اس کو اپنی طرف مائل کرنا چاہا تھا۔

۲۔ ثابت قدم رہنا۔ رکھنا

کے لیے ثَبَتَ، اِسْتَقَامَ (قوم) اور اِصْطَبَرَ (صبر) اور صَابَرَ اور رَابَطَ کے الفاظ قرآنِ کریم میں آئے ہیں۔

۱۔ ثَبَتَ : بمعنی کسی بات پر جم جانا۔ اپنی جگہ پر برقرار رہنا۔ ثابت قدم رہنا (ضد زلّ) ارشادِ باری ہے:

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا لَقِيْتُمْ فِئَةً فَاثْبُتُوْا (۸/۴۵) — اے ایمان والو! جب تمہارا (کفار کی) جماعت سے مقابلہ ہو تو ثابت قدم رہو۔

۲۔ اِسْتَقَامَ : قام علی الامر بمعنی کسی کام یا بات پر برقرار رہنا۔ اور اقام الشیٔ بمعنی کسی کو کھڑا کر دینا سیدھا کرنا اور استقام بمعنی کسی چیز کو قائم اور جاری رکھنا۔ اور مداومت کرنا (منجد) نیز استقام بمعنی سیدھی راہ پر چلنا اور اس پر ثابت قدم رہنا ہے (مف) ارشادِ باری ہے:

اِنَّ الَّذِيْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا — جن لوگوں نے کہا۔ ہمارا پروردگار صرف اللہ ہے پھر

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

اور مدّت بمعنی زمانہ کی لمبائی۔ ارشادِ باری ہے:

اَلَمۡ تَرَ اِلٰی رَبِّکَ کَیۡفَ مَدَّ الظِّلَّ۔ (۲۵/۴۵) کیا تو نے اپنے پروردگار کی قدرت) کو نہیں دیکھا کہ وہ سایہ کو کیسے دراز کر دیتا ہے؟

اور مَدَّدَ میں تکرار لفظی سے تاکید معنوی مقصود ہے جیسے قرآن میں ہے:

فِیۡ عَمَدٍ مُّمَدَّدَۃٍ (۱۰۴/۹) لمبے لمبے ستونوں میں۔

۳۔ بَاعَدَ: بَعُدَ بمعنی دُور ہونا۔ اور بَاعَدَ بمعنی دو چیزوں کے درمیان فاصلہ بڑھا دینا۔ قرآن میں ہے:

فَقَالُوۡا رَبَّنَا بٰعِدۡ بَیۡنَ اَسۡفَارِنَا (۳۴/۱۹) تو انھوں نے دعا کی کہ اے ہمارے پروردگار ہماری مسافتوں میں بعد (اور طول) پیدا کر دے۔

ماحصل: (۱) طَالَ: محض لمبا ہونا۔
(۲) مَدَّ: کسی چیز کو کھینچ کر لمبا کرنا۔
(۳) بَاعَدَ: دو چیزوں کے درمیان فاصلہ بڑھانا، اور لمبا کرنا۔

۶ — درپے ہونا

کے لیے تَصَدّٰی[۱] اور حَفَا[۲] کے الفاظ آئے ہیں۔

۱۔ تَصَدّٰی: صَدٰی بمعنی گونج، صدائے بازگشت جو کسی گنبد یا دوسری جگہ سے ٹکرا کر واپس آئے اور تَصَدّٰی بمعنی صدائے بازگشت کی طرح کسی چیز کے درپے ہونا۔ متوجہ ہونا (مف) ارشادِ باری ہے:

اَمَّا مَنِ اسۡتَغۡنٰی فَاَنۡتَ لَہٗ تَصَدّٰی۔ (۸۰/۵-۶) جو توجہ نہیں کرتا، تم اس کے درپے ہوتے ہو۔

۲۔ حَفَا (حفو) بمعنی کسی چیز کے مانگنے میں اصرار کرنا۔ یا کسی کی حالت معلوم کرنے کے لیے بحث و کاوش میں لگے رہنا (مف) گویا حفو کا لفظ مسلسل کسی بات کے درپے ہونے یا پیچھے پڑنے کے لیے آتا ہے۔ قرآن میں ہے:

لَا تَاۡتِیۡکُمۡ اِلَّا بَغۡتَۃً یَسۡئَلُوۡنَکَ کَاَنَّکَ حَفِیٌّ عَنۡہَا (۷/۱۸۷) قیامت ناگہاں تم پر آ جائیگی۔ یہ لوگ آپ سے (قیامت کے متعلق) یُوں پوچھتے ہیں گویا تم مسلسل اس کی ٹوہ میں لگے ہوئے ہو (یعنی اس کے پیچھے پڑے ہوئے ہو)

دوسرے مقام پر ہے:

سَاَسۡتَغۡفِرُ لَکَ رَبِّیۡ اِنَّہٗ کَانَ بِیۡ حَفِیًّا۔ (۱۹/۴۷) (حضرت ابراہیمؑ نے باپ کو جواب دیا) میں اپنے پروردگار سے بخشش مانگوں گا۔ بیشک وُہ مجھ پر مہربان ہے۔

اس آیت میں حَفِیًّا کے اصل معنی لمحہ لمحہ کی خبر گیری کرنے والا ہے جس کا مختصر ترجمہ مہربان کر لیا جاتا ہے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

بمعنی گمنامی اور پوشیدگی کے بعد ظاہر ہونا (منجد) ارشادِ باری ہے:

وَبَرَزُوْا لِلّٰهِ جَمِيْعًا (۱۴/۲۱) اور (قیامت کے دن) سب لوگ خدا کے سامنے کھڑے ہوں گے۔

۶ ـــــ سانپ

کے لیے حَيَّةٌ (حوی) جَآنٌّ اور ثُعْبَانٌ کے الفاظ آئے ہیں۔

۱۔ حَيَّةٌ: اسم جنس ہے۔ ہر قسم کا سانپ۔ مذکر و مؤنث دونوں کے لیے مستعمل ہے (فل ۱۶۰) اور صاحب منجد کے نزدیک حَيَّة بمعنی کنڈلی مارنے والا سانپ۔ اور حَوَایا ان آنتوں کو کہتے ہیں جو سانپ کی طرح کنڈلی مارے ہوئے ہوتی ہیں۔ اور تحوی الحیّة بمعنی سانپ کا کنڈلی مارنا۔ اور حَاوِی سانپ کا منتر پڑھنے والے کو کہتے ہیں (منجد) یہ دونوں معانی درست معلوم ہوتے ہیں کیونکہ ہر سانپ بالعموم کنڈلی مارنے والا ہوتا ہے۔ اور غالباً اسی وجہ سے اسے حَيَّة کہا جاتا ہے۔

قرآن میں ہے:

قَالَ اَلْقِهَا يٰمُوْسٰى فَاَلْقٰهَا فَاِذَا هِيَ حَيَّةٌ تَسْعٰى (۲۰/۲۰) اللہ تعالیٰ نے فرمایا، اے موسیٰؑ (اپنا عصا زمین پر) ڈال دے۔ سو موسیٰؑ نے ڈالا تو وہ یک دم سانپ بن گیا جو دوڑنے لگا۔

۲۔ جَآنٌّ: بمعنی جن، دیو، پری۔ قوی ہیکل۔ اور ہر وہ جن جو سانپ کی شکل میں ہو (مف) جیسا کہ حدیث میں بھی وارد ہے۔ اور مولانا شبیر احمد عثمانیؒ نے اس کا ترجمہ سانپ کی پھٹک، سفید پتلا سانپ کیا ہے۔ ارشادِ باری ہے:

فَلَمَّا رَاٰهَا تَهْتَزُّ كَاَنَّهَا جَآنٌّ وَّلّٰى مُدْبِرًا وَّلَمْ يُعَقِّبْ (۲۷/۱۰) جب موسیٰؑ نے اسے دیکھا تو وہ (لاٹھی) ہل رہی تھی گویا وہ سانپ ہے تو پیٹھ پھیر کر بھاگے اور پیچھے مڑ کر بھی نہ دیکھا۔

۳۔ ثُعْبَانٌ: بمعنی اژدھا۔ بہت بڑا سانپ (ف ل ۴۰، ۱۶۰) ارشادِ باری ہے:

فَاَلْقٰى عَصَاهُ فَاِذَا هِيَ ثُعْبَانٌ مُّبِيْنٌ (۷/۱۰۷) موسیٰؑ نے اپنا عصا (زمین پر ڈالا) تو اچانک وہ اژدہا بن گیا۔

اب دیکھیے اللہ تعالیٰ نے عصا سے سانپ بننے کے ایک ہی واقعہ میں سانپ کے لیے حَيَّة جَآنّ اور ثُعبان تینوں الفاظ استعمال فرمائے ہیں۔ حَيّة تو اس لیے کہ ہر قسم کے سانپ کو حَيّة کہہ سکتے ہیں۔ جَآنّ عصا سے سانپ بننے کی ابتدائی حالت۔ اور ثعبان اس کی دوسری اور آخری حالت کے لحاظ سے ہے۔ اور یہ سب کام آن کی آن میں واقع ہو گئے تھے۔

ماحصل: (۱) حَيَّة: ہر قسم کے سانپ کے لیے (۲) جَآنّ: پتلے اور لمبے سانپ کے لیے (۳) ثُعبان اژدھا کے لیے آتا ہے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الرِّقَابِ حَتّٰى إِذَا أَثْخَنْتُمُوْهُمْ فَشُدُّوا الْوَثَاقَ (۴/۴۷) — ان کی گردنیں اڑاؤ یہاں تک کہ جب خوب قتل کر چکو تو (باقی ماندہ کو) خوب کس کر باندھو اور قید کر لو۔

ماحصل: (۱) قَتَل: کا لفظ عام ہے۔

(۲) سَفَكَ: ناجائز قتل کے لیے آتا ہے۔

(۳) حَسّ: بمعنی چن چن کے مار کر دشمن کی جڑ کاٹ دینا۔

(۴) أَثْخَنَ بے دریغ قتل کرنا اور جتنا ممکن ہو قتل کرتے جانا۔

۷ — قدم

کے لیے قَدَم، خُطْوَة اور أَثَر کے الفاظ آئے ہیں۔

۱۔ قَدَم (ج اقدام) بمعنی پاؤں۔ پیر۔ مشہور انسانی عضو (ج اقدام) قَدَم اور رِجل میں وہی فرق ہے جو بصر اور عین میں ہے یعنی قَدَم کا اطلاق پاؤں پر بھی ہوتا ہے اور پاؤں آگے رکھنے پر بھی۔ اس لحاظ سے قَدَم کا اطلاق صرف پیر پر نہیں بلکہ گھٹنا کے نیچے کے تمام حصہ پر ہوگا۔ (نیز دیکھیے پاؤں) ارشادِ باری ہے:

فَتَزِلَّ قَدَمٌ بَعْدَ ثُبُوْتِهَا (۱۶/۹۴) — اس طرح (تمہارا) قدم جم چکنے کے بعد لڑکھڑا جائے گا۔

۲۔ خُطْوَة: (ج خُطُوَات) بمعنی دو قدموں کا درمیانی فاصلہ اور بمعنی کسی چیز کو تجاوز کر کے آگے بڑھ جانا (م۔ل) اور خُطُوَات لَازِمَة بمعنی ضروری اقدامات (منجد) گویا خُطُوَات کے معنی اقدامات (STEPS) پیش رفت اور اس سے مراد پورا راستہ بھی ہے۔ ارشادِ باری ہے:

وَلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ (۲/۱۶۸) — اور شیطان کے قدموں پر نہ چلو۔

۳۔ أَثَر (ج آثار) بمعنی بقیہ علامت۔ نقشِ پا (م ل) اور آثار بمعنی پاؤں کے نشانات۔ چھوڑے ہوئے نشانات نقوشِ راہ۔ نیز دیکھیے "نشان" اور آثارِ قدیمہ بمعنی پرانے وقتوں کے نقوش اور نشانیاں قرآن میں ہے:

قَالَ ذٰلِكَ مَا كُنَّا نَبْغِ فَارْتَدَّا عَلٰٓى آثَارِهِمَا قَصَصًا (۱۸/۶۴) — موسیٰؑ نے (اپنے ساتھی یوشعؑ) سے کہا۔ اسی چیز کی تو ہم تلاش میں تھے پھر وہ دونوں اپنے قدموں واپس لوٹے۔

ماحصل: (۱) قدم: بمعنی پاؤں۔ مشہور عضو۔ اور آگے چلنا بھی۔

(۲) خُطْوَة: دو قدموں کا درمیانی فاصلہ۔ اور خُطُوَات بمعنی اقدامات (STEPS)

(۳) أَثَر: پاؤں کا نشان۔ نشانِ راہ۔

۸ — قرار پکڑنا

کے لیے قَرَّ اور اِسْتَوٰى عَلٰى کے الفاظ آئے ہیں۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تُرْجَعُوْنَ (۲/۲۸) تمہیں لوٹ کر جانا ہے۔

۲۔ قَتَلَ : بمعنی کسی جاندار کا دوسرے جاندار پر غالب آکر اُس کی زندگی ختم کر دینا۔ اور ابن فارس کے الفاظ میں کسی کو ذلت کی حالت میں مار دینا (م-ل) قرآن میں ہے :

قَالَ اَقَتَلْتَ نَفْسًا زَكِيَّةً بِغَيْرِ نَفْسٍ۔ (۱۸/۷۴) موسیٰؑ نے خضرؑ سے کہا کیا تونے ایک پاکیزہ جان کو بغیر قصاص کے مار ڈالا۔

اور قَتَّلَ کا معنی کسی کو دُکھ پہنچا پہنچا کر اور ایذائیں دے دے کر مارنا ہے۔ قرآن میں ہے :

قَالَ سَنُقَتِّلُ اَبْنَآءَهُمْ وَنَسْتَحْيِ نِسَآءَهُمْ (۷/۱۲۷) فرعون نے کہا کہ ہم ان کے لڑکوں کو قتل کر ڈالیں گے اور لڑکیوں کو زندہ رہنے دیں گے۔

۳۔ هَلَكَ : بمعنی فنا ہونا (منجد) جاندار اور بے جان سب کے لیے آتا ہے۔ اور جاندار کی صورت میں اس کے معنی ہیں بے بسی کی موت مرنا۔ ابن الفارس کے الفاظ میں يَدُلُّ عَلَى كَسْرٍ وَسُقُوْطٍ (م ل) بُری موت مرنا۔ کسی حادثہ کا شکار ہو کر مر جانا۔ قرآن میں ہے :

اِنِ امْرُؤٌا هَلَكَ لَيْسَ لَهٗ وَلَدٌ (۴/۱۷۶) اگر کوئی شخص مر جائے اور اس کی کوئی اولاد نہ ہو۔

دوسرے مقام پر فرمایا :

كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ اِلَّا وَجْهَهٗ (۲۸/۸۸) اس (اللہ) کی ذات کے سوا ہر چیز فنا ہونیوالی ہے۔

اور اَهْلَكَ کے معنی کسی کو ایسی ہی بُری یا بے بسی کی موت سے دوچار کرنا۔ ہلاک کر دینا۔ فنا کر دینا۔ قرآن میں ہے :

قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ اَهْلَكَنِيَ اللّٰهُ وَمَنْ مَّعِيَ (۶۷/۲۸) آپ کہہ دیجئے کہ بھلا دیکھو تو اگر اللہ مجھے اور میرے ساتھیوں کو ہلاک کر دے۔

۴۔ صَلَبَ : بمعنی سولی پر لٹکانا۔ یا سُولی چڑھانا۔ اور صلیب لکڑی کے اس تختہ کو کہتے ہیں جس کے ساتھ کسی مجرم کو سولی پر چڑھا کر اسے مار ڈالا جاتا ہے۔ ارشاد باری ہے :

وَمَا قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَبُوْهُ وَلٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ (۴/۱۵۷) اور انہوں نے عیسیٰؑ کو قتل نہیں کیا، نہ انھیں سولی پر چڑھایا بلکہ اُن کو ان کی سی صورت معلوم ہوئی۔

اور صَلَّبَ کے معنی کسی کو مزید اذیت پہنچانے کے لیے الٹے رُخ لٹکا کر مارنا یا سولی دیتے وقت مزید دُکھ پہنچانا ہے۔ قرآن میں ہے :

فَلَاُقَطِّعَنَّ اَيْدِيَكُمْ وَاَرْجُلَكُمْ مِّنْ خِلَافٍ وَّلَاُصَلِّبَنَّكُمْ فِيْ جُذُوْعِ النَّخْلِ (۲۰/۷۱) (فرعون نے ایمان لانے والے جادوگروں سے کہا) سو میں تمہارے ہاتھ اور پاؤں (جانب) خلاف سے کٹوا دوں گا اور کھجور کے تنوں پر سولی چڑھا دوں گا۔

۵۔ ذَبَحَ : ذَبَحَ بمعنی کسی جانور کا شرعی طریقہ سے خون نکالنا۔ اور ذَبَّحَ بمعنی دکھ پہنچا کر ذبح کرنا یا ذبح کرنے میں مبالغہ کرنا (منجد) اور ذَبَّحَ اور قَتَّلَ اس لحاظ سے دونوں ہم معنی الفاظ بن جاتے ہیں

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شروع کرنا (منجد) اور اٰنِفًا بمعنی ابھی ابھی ۔ اس بات یا کام کے آغاز میں ۔ ذرا تھوڑی دیر پہلے (مف ۔ منجد) ارشادِ باری ہے ؛

قَالُوْا لِلَّذِیْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ مَاذَا قَالَ اٰنِفًا (۴۷/۱۶)
وہ ان لوگوں سے جنھیں علم (دین) دیا گیا ہے کہتے ہیں کہ بھلا ابھی (شروع میں) اُس (آپ نے) کیا کہا تھا؟

۵ ۔ اجل ، اَجِلَ بمعنی دیر کرنا ۔ اور اٰجل اور اٰجلہ بمعنی دیر سے ہونے والا ۔ آخرت (منجد) (اٰجل ضد عاجل) دونوں لفظ مشہور ہیں ۔ جو بالعموم نکاح کے وقت حق مہر کی ادائیگی کی صورت کے لیے استعمال ہوتے ہیں ۔ عاجل بمعنی نقد بہ نقد جو ادا کر دیا جائے اور اٰجل بمعنی ادھار ۔ اور اَجَل بمعنی مدّت ۔ وقت ۔ موت (منجد) گویا اجل کا لفظ موجودہ وقت سے لے کر وعدہ یا میعاد کی درمیانی مدّت اور بعض دفعہ موت تک کے معنوں میں آجاتا ہے ۔ اور اس کا استعمال بڑا وسیع ہے ۔ ارشادِ باری ہے ؛

وَجَعَلَ لَهُمْ اَجَلًا لَّا رَيْبَ فِيْهِ ۔ (۱۷/۹۹)
اور اس نے ان کے لیے ایک وقت مقرر کر دیا ہے ، جس میں کچھ بھی شک نہیں ۔

اب اس آیت میں اجل کا ترجمہ وقت سے کر لیجئے یا مدّت سے یا میعاد سے یا موت کے وقت سے سب کچھ یہاں درست بیٹھتا ہے ۔

ماحصل :

۱ ۔ وَقْت ۔ مِیْقَات ۔ طے شدہ وقت یا جگہ ۔

۲ ۔ حِیْن ۔ ظرف مبہم ۔ غیر معین وقت ۔

۳ ۔ اٰن اور اَلْـٰٔنَ ۔ اب ۔ موجودہ وقت ۔

۴ ۔ اٰنِفًا ۔ ابھی ابھی ۔ موجودہ وقت سے ذرا پہلے ۔ آغازِ کلام میں ۔

۵ ۔ اَجَل ۔ وقت مقررہ اور موجودہ وقت سے اس وقت تک کی درمیانی مدّت

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بھانپ۔ لفحۃ کا لفظ قرآن میں نہیں۔ البتہ لَفَحَ کا استعمال موجود ہے۔ ارشاد باری ہے:

تَلْفَحُ وُجُوهَهُمُ النَّارُ وَهُمْ فِيهَا كَالِحُونَ (۲۳/۱۰۴) — آگ اُن کے چہروں کو جھلس دے گی اور وہ اس میں بدشکل بنے ہوں گے۔

۲۰۔ میل۔ مید۔ حد اعتدال یا سیدھے راستہ سے کسی ایک طرف جھکنے کو مَالَ کہتے ہیں۔ اور یہ لفظ عام ہے۔ اور اگر یہ جھکاؤ کبھی ایک طرف ہو کبھی دوسری طرف۔ کبھی ادھر کبھی ادھر۔ تو یہ حالت مَادَ کا مفہوم ہے۔ بمعنی ہلنا جلنا۔ ہچکولے کھانا۔ اور مادت به الأرض بمعنی اُسے چکر آیا اور وہ زمین پر گر پڑا۔ یا زمین اس کے ساتھ گھوم گئی۔ اور مَادَ الرَّجُل بمعنی آدمی کو سر چکرانے کی بیماری لاحق ہو گئی (منجد۔م۔ق) ارشاد باری ہے:

وَأَلْقَىٰ فِي الْأَرْضِ رَوَاسِيَ أَنْ تَمِيدَ بِكُمْ (۱۶/۱۵) — اور اسی نے زمین پر پہاڑ بنا کر رکھ دیے کہ تم کو لے کر کہیں جھک نہ جائے۔

۲۱۔ نَاشَ اور نَالَ۔ دونوں قریب المعنیٰ الفاظ ہیں بمعنی کسی چیز کو بڑھ کر ہاتھ سے پکڑ لینا یا ہاتھ کا کسی چیز تک پہنچنا۔ ان میں فرق صرف یہ ہے کہ نَالَ صرف کسی مرغوب چیز کے ہاتھ لگنے کے لیے آتا ہے۔ جیسے فرمایا:

لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتَّىٰ تُنْفِقُوا مِمَّا تُحِبُّونَ (۳/۹۲) — تم اس وقت تک نیکی تک نہیں پہنچ سکتے جب تک ایسی چیزوں کو راہِ خدا میں خرچ نہ کرو جو تمہیں پسندیدہ ہیں۔

اور ناش کا اطلاق مرغوب و غیر مرغوب سب پر ہوتا ہے۔ قرآن میں ہے:

وَأَنَّىٰ لَهُمُ التَّنَاوُشُ مِنْ مَكَانٍ بَعِيدٍ (۳۴/۵۲) — اور (اب) اتنی دُور سے ان کا ہاتھ ایمان لینے کو کیونکر پہنچ سکتا ہے؟

۲۲۔ هَزَّ اور هَشَّ دونوں کے معنی کسی چیز کو جنبش دینا۔ ہلانا اور جھنجھوڑنا ہے۔ فرق صرف یہ ہے کہ هَزَّ کا لفظ موٹی، بھاری اور بڑی چیزوں کے لیے آتا ہے۔ جیسے فرمایا:

وَهُزِّي إِلَيْكِ بِجِذْعِ النَّخْلَةِ (۱۹/۲۵) — اور کھجور کے تنے کو پکڑ کر اپنی طرف ہلاؤ۔

اور هَشَّ نرم و نازک اور چھوٹی چیزوں کو ہلانے کے لیے آتا ہے۔ جیسے موسیٰؑ نے فرمایا:

وَأَهُشُّ بِهَا عَلَىٰ غَنَمِي (۲۰/۱۸) — اور میں اس (لاٹھی) سے اپنی بکریوں کے لیے پتے جھاڑتا ہوں۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ